اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍ جولائی ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿۱۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۲﴾

(محمد: ۱۱-۱۲)

اور پھر فرمایا:

سورۃ محمد (ﷺ) کی جن دو آیات کی میں نے تلاوت کی ہے یہ آیات فتح مکہ سے پہلے کی ہیں اور مدنی ہیں۔ اس سورۃ کی سوائے ایک آیت کے جو اس وقت نازل ہوئی جب حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ آخری بار مکہ سے جدا ہو رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے اس وقت آنسو رواں تھے اس وقت نازل ہوئی، باقی تمام آیات سورۃ محمد کی مدنی دور میں مختلف وقتوں میں پھیلی پڑی ہیں لیکن جہاں تک ان کے مضمون کا تعلق ہے وہ مضمون مکی دور سے زیادہ تعلق رکھتا ہے جبکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ یکہ و تنہا تھے اور کوئی بھی آپ کا مددگار نہیں تھا۔ اس کے مقابل پر آپؐ کے دشمنوں کے بہت سے مددگار تھے اور صرف مکی دور سے ہی یہ آیات تعلق نہیں رکھتیں بلکہ آغاز نبوت سے جب سے دنیا میں نبوت کا آغاز ہوا ہے اس وقت سے لے کر آنحضرت ﷺ کے دور تک کے جتنے انبیاء ہیں ان سب کے واقعات کا ان آیات میں حوالہ دیا گیا ہے۔ جو ان پر گزری، جس حال میں خدا نے ان کو پایا

اور کس طرح ان کی فتح کے سامان فرمائے خلاصۃً یہ مضمون ان دو آیات میں بیان ہو گیا ہے۔

چنانچہ فرمایا اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا یعنی صرف مکہ سے تعلق رکھنے والے یا مدینہ سے تعلق رکھنے والے واقعات کا ذکر نہیں، تم روئے ارض پر جہاں کہیں بھی پھرو گے، جہاں کہیں بھی جستجو کرو گے تمہیں یہ واقعات تاریخ عالم پر ہر جگہ بکھرے پڑے نظر آئیں گے۔ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ کہ وہ لوگ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے پہلے گزر گئے اور جنہوں نے حق کی مخالفت کی تھی ان کا انجام کیا ہوا ، اس پر نظر دوڑاؤ۔ دَمَّرَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ اللہ نے ان کو ہلاک اور برباد کر دیا۔ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡثَالُہَا اور کافر جب بھی جس زمانے کے بھی ہوں گے ان پر ویسے ہی واقعات گزریں گے جس طرح پہلے زمانہ کے کافروں پر گزرتے رہے اور خدا تعالیٰ کے سلوک میں تم کوئی بھی فرق نہیں پاؤ گے۔ یہ بیان فرما کر فرمایا ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَہُمۡ ایسا اس لئے ہوگا یا ہوتا رہا ہے کہ مومنوں کا تو ایک مولیٰ ہے یعنی اللہ اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

جہاں تک اس آیت کے پہلے حصے کا تعلق ہے کہ مومنوں کا ایک مولیٰ ہے یہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے اور ویسے بھی جس کا دنیا میں کوئی نہ ہو وہ یہی دعویٰ کیا کرتا ہے کہ میرا خدا ہے۔ جب سارے دنیا کے سہارے ٹوٹ جاتے ہیں تو ایسے لوگ جو اپنے آپ کو بے دست و پا پاتے ہیں وہ ہمیشہ یہ دعویٰ کر دیا کرتے ہیں کہ ہمارا خدا ہے لیکن اس سے تصویر مکمل نہیں ہوتی اور ہر دعویدار کے دعویٰ پر یقین کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ۔ اس آیت نے ایک اور بھی دعویٰ ساتھ کر دیا ۔ وَ اَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَہُمۡ کہ جو انکار کرنے والے ہیں ان کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔

یہ دعویٰ بہت ہی گہرائی سے مطالعہ کے لائق ہے اور بظاہر ایک ایسی بات پیش کر رہا ہے جو تاریخ عالم سے درست ثابت نہیں ہوتی بظاہر یعنی کیونکہ جن قوموں کا حوالہ دیا گیا ہے، جن میں انبیاء کو سب دنیا نے چھوڑ دیا، جن کا صرف خدا رہ گیا۔ ان قوموں کے مولیٰ تو ضرورت تھے اور بڑے بڑے طاقتور مولیٰ ان کو نصیب تھے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اہل مکہ نے چھوڑا تو ان کے بھی مولیٰ تھے وہ ایک دوسرے کے مددگار تھے، ایک دوسرے کے نصیر تھے، تمام عرب قبائل ان کی مدد کے لئے ان کی پشت پناہی پر تیار بیٹھے تھے اور ہر قسم کے جتنے بھی مددگار انسانی لحاظ سے مہیا ہو سکتے ہیں وہ سارے حضرت

اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے دشمنوں کو نصیب تھے۔ اس سے پہلے فرعون کے وقت حضرت موسیٰؑ کی کہانی کا مطالعہ کریں کہ کس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ یہ دونوں اکیلے بغیر کسی مددگار کے رہ گئے اور آپ کے مخالفین کو حکومت کی مدد حاصل تھی۔ بہت بڑا ایک غالب اور طاقتور اور جابر بادشاہ آپ کی مخالفت کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ تو ایسے موقع پر اس آیت کا یہ حصہ کیسے چسپاں ہوگا کہ وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ کہ کافروں کا کوئی مولیٰ تم نہیں دیکھو گے۔

اس کا سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں کہ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے یعنی یہ آیت اور اس کا خصوصیت کے ساتھ یہ حصہ عظیم الشان پیشگوئی کا رنگ رکھتے ہیں اور بتایا یہ گیا ہے کہ وہ لوگ جو تم ان کے مددگار دیکھ رہے ہو یا ماضی میں تم نے ان کے مددگاروں کو دیکھا، انجام کار چونکہ وہ خدا سے ٹکر لینے والے ہوں گے اس لئے اس طرح وہ ہواؤں میں بکھر جائیں گے جیسے ان کا وجود ہی کوئی نہیں تھا اور جب وقت آئے گا تو اس وقت حقیقت میں انبیاء کے دشمنوں کا کوئی بھی مددگار نہیں پاؤ گے۔ پس نقشہ اس آیت نے یہ کھینچا کہ ایک وقت ایسا ہے جبکہ بظاہر بکثرت انبیاء کے دشمنوں کو مددگار نصیب ہیں اور خدا کے انبیاء کے پاس اللہ کے نام کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا اور پھر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ جب اللہ ہی کا نام ہر جگہ غالب آنے والا ہے اور وہ دشمن جو بکثرت نظر آتے تھے ایک دوسرے کے مددگار ان کا کوئی وجود بھی تم باقی نہیں دیکھو گے، کوئی حیثیت نہیں پاؤ گے۔ انجام کار ان کی ساری کوششیں بے کار ثابت ہوں گی گویا کہ دشمن نبوت کا کوئی بھی مددگار باقی نہیں رہا۔

یہ جو کہانی ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ہر بار دہرائی جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہی خدا جس کی تقدیر ہر دفعہ اسی طرح ظاہر ہوتی ہے وہ چونکہ زندہ خدا ہے اس کی تقدیر اس دفعہ بھی اسی طرح ظاہر ہوگی۔ اگر تمہارے اطوار اور تمہارے کردار صداقت کے دشمنوں کے اطوار اور صداقت کے دشمنوں کے کردار بن کر ظاہر ہوئے تو خدا کی وہ تقدیر جو پہلے ان حالات میں ظاہر ہوتی رہی ہے اس دفعہ بھی اسی طرح ظاہر ہوگی اور تمہیں نیست و نابود کر دے گی۔ حق کے مقابل پر تم اپنے آپ کو بالکل بے اختیار اور نہتے پاؤ گے اور وہ طاقتیں جن کا تمہیں زعم ہے جب وقت آئے گا تو تمہیں یہ محسوس ہوگا کہ تمہارا کوئی بھی مولیٰ نہیں تھا، نہ کوئی مولیٰ ہے، کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔

یہ اعلان جس طرح اس وقت سچا تھا جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر یہ وحی نازل فرمائی جارہی تھی آج بھی اسی طرح سچا ہے اور گزرے ہوئے کل میں بھی ویسا ہی سچا تھا۔ یہ ایک ایسا اعلان ہے جس کو وقت کے ہاتھ مٹا نہیں سکتے ، گزرتا ہوا زمانہ جس کی شان کو مدھم نہیں کرسکتا۔ جس کے اندر جو بنیادی حقیقت بیان ہوئی ہے وہ ایک لازوال حقیقت ہے۔

آج جماعت احمدیہ پر جو دور گزر رہا ہے اس پر بھی یہ آیات اسی شان کے ساتھ چسپاں ہو رہی ہیں جس طرح اس سے پہلے ہر سچائی کے دور میں چسپاں ہوتی رہی ہیں اور جو تصویریں بن رہی ہیں وہ ہو بہو، نقش بہ نقش، مو بمو وہی بن رہی ہیں جو اس سے پہلے بنتی رہی ہیں۔ ہماری مخالفت کے انداز وہی ہیں جو سچائی کی مخالفت کے ہمیشہ سے انداز رہے ہیں۔ وہی ادائیں ہیں، وہی طریق ہیں، وہی بعض کھونٹوں کے زور پر ناچنا ہے، وہی دنیاوی سہاروں کے تکبر ہیں اور لفظاً بلفظاً تاریخ اسی طرح دہرائی جارہی ہے جیسے پہلے ہر دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کے آنے کے وقت دہرائی جاتی رہی ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی اسی شان کے ساتھ یہ تاریخ دہرائی جارہی ہے جس شان کے ساتھ صداقت کو ماننے والوں نے ہمیشہ اس تاریخ کو دہرایا ہے۔

مخالفت کے جو انداز ہیں ان میں ایک نمایاں چیز جو پاکستان میں ظاہر ہو رہی ہے وہ ہے کلمہ طیبہ جس کا اصل نام کلمہ شہادۃ ہے اور پاکستان اور ہندوستان میں کلمہ طیبہ کے نام سے معروف ہے یعنی یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ کلمہ طیبہ کو جرم سمجھ کر کلمہ طیبہ سے محبت کا اظہار کرنے والوں اور اس کو اپنی چھاتی سے لگانے والوں کو طرح طرح کی اذیتیں دینا اور ہر قسم کے جبر اور تشدد کے ساتھ ان کو کلمہ طیبہ سے پیار کے اظہار سے روک دینا۔ یہ ایک نمایاں انداز ہے ہماری مخالفت کا جو پاکستان میں ابھرا ہے اور گزشتہ چودہ سو سال میں سوائے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں آغاز اسلام کے سوا آپ کو یہ طرز مخالفت اور کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ یا اس دور اول میں تھی یا اس دور آخر میں ہے یا اولین کے ساتھ یہ معاملہ گزرا تھا یا اب آخرین کے ساتھ یہ معاملہ گزر رہا ہے۔ بزور، بشدت، بالجبر کلمہ طیبہ سے روکنا اور پھر کلمہ طیبہ سے تعلق رکھنے کے نتیجہ میں شدید سزائیں دینا، یہ ہے وہ مخالف کی ادا اور مومنوں کی ادا یہ ہے کہ بڑی خوشی کے ساتھ ، بڑے صبر کے ساتھ، بڑی ہمت کے ساتھ ہر قسم کی تکلیفوں کو برداشت کرتے چلے جارہے ہیں لیکن

کسی قیمت پر بھی کلمہ سے تعلق توڑنے پر آمادہ نہیں ہو رہے۔ کوئی دنیا کی طاقت ان کو اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔

ابھی کوئٹہ میں ایک مقدمہ چل رہا تھا چار احمدیوں پر کہ انہوں نے کلمہ طیبہ سینہ سے لگایا ہوا تھا اور پاکستان میں چونکہ یہ ایک نہایت ہی بھیانک اور شدید جرم ہے اس لئے بڑے زور کے ساتھ اور بڑی قوت کے ساتھ ہمارے مخالفین اس مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے۔ بڑے بڑے علما دور دور سے آتے تھے ہر دفعہ حاضری دینے کے لئے اور عدالت کو مرعوب کرنے کے لئے کہ اتنے بڑے جرم کی اگر تم نے سزا نہ دی تو پھر ہم دیکھیں گے کہ ہم تمہارے خلاف کیا مہم چلاتے ہیں۔ بہر حال کل ہی اس مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا ہے تو تین احمدیوں کو ایک ایک سال قید با مشقت اور ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا اور ایک احمدی کو چھ ماہ کی قید با مشقت اور دس ہزار یا اس کے لگ بھگ جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ ان میں سے ایک نے سزا سنتے ہی بڑے زور کے ساتھ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور وہیں عدالت نے اس جرم کے نتیجہ میں کہ تم پھر بھی کلمہ پڑھنے سے باز نہیں آرہے چھ مہینہ اس کی سزا میں اضافہ کر دیا۔

یہ وہ تاریخ دہرائی جارہی ہے جو کھلے لفظوں میں صاف صاف بتا رہی ہے کہ مومنوں کے اطوار کیا ہیں اور کافروں کے اطوار کیا ہیں اور قرآن کریم ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ جب بھی کفر کے اطوار اس طرح ظاہر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی اسی طرح ظاہر ہوگی جیسے ہمیشہ ظاہر ہوتی چلی آرہی ہے اور آج تمہارے متعلق جو سمجھا جا رہا ہے کہ تمہارا کوئی مولیٰ نہیں، ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ دنیا والے سارے ان کے مولیٰ ہیں، تم دیکھو گے کہ کوئی مولیٰ ان کا ساتھ دینے والا باقی نہیں رہے گا۔ ایک ہی مولیٰ باقی رہے گا جو خدا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مولیٰ نہیں جو ایسے موقعوں پر کام آسکے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ دراصل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کی تشریح ہے۔ جب کہا جاتا ہے اللہ مولیٰ ہے تو غیر اللہ کی کلیۃً نفی بھی ضروری ہے ساتھ۔ اگر اللہ مسلمانوں کا مولیٰ ہے اور مسلمانوں ہی کا مولیٰ ہے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ اس کے سوا پھر تمہیں کوئی نظر ہی نہیں آنا چاہئے۔ سب کچھ تو تم نے لے لیا کیونکہ اللہ کے سوا ہے

ہی کچھ نہیں تو جب سب کچھ تمہارے پلڑے میں پڑ گیا تو پھر لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہئے وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ اور اللہ تم نے سنبھال لیا تو ان کے پاس کیا باقی رہا۔ اس کے سوا تو کوئی معبود نہیں ہے اور کوئی مولیٰ ہے ہی نہیں، وجود ہی کوئی نہیں۔ اس لئے خواہ وہ کتنے ہی بڑے دعوے کریں، کتنی بڑی قسمیں کھائیں اس حکومت کی طاقت کے بل بوتے پر ہم مٹا دیں گے اور یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ یہ ساری فرضی کہانیاں ہیں، پہلے بھی ایسی باتیں کرنے والے لوگ موجود تھے اور ان سب کو خدا کی تقدیر نے فنا کر دیا۔

اس سے پہلے ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون کے مقابلہ کی جو داستان قرآن کریم میں ملتی ہے اس میں ہم یہ بھی پاتے ہیں۔ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۵﴾ (الشعراء: ۴۵) ان لوگوں کا بظاہر ایک مولیٰ تھا اور وہ فرعون تھا اور فرعون کے بل بوتے پر اس کی طاقت کے سہارے وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے تھے اور یہ اعلان کر رہے تھے، وہ جادوگر کہ ہم فرعون کی عزت کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم ضرور غالب آئیں گے۔

اب پاکستان میں بعینہٖ یہی ہو رہا ہے۔ آج کل علماء ایک دوسرے کو یہ خوشخبریاں دے رہے ہیں کہ وقت کا جابر ہمارے ساتھ ہے اور یہی وقت ہے احمدیت کو مٹانے کا اگر یہ جابر مٹ گیا تو پھر احمدیت بھی نہیں مٹ سکے گی اور تمہارا ابھی کچھ باقی نہیں رہے گا اور یہ بات یاد دلانے کی خاطر مرکز میں اسلام آباد میں یعنی پاکستان میں جو اسلام آباد ہے اس میں باقاعدہ وزیر مذہبی امور نے علماء کی ایک میٹنگ بلائی اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی بیان کیا تھا کہ علما خواہ وہ مخفی اجلاسوں میں شامل ہوں یا کھلے اجلاسوں میں شامل ہوں، وہ بات روک ہی نہیں سکتے۔ یہ فخر کہ وزیر نے ہمیں بلایا اور مشورے میں ہمیں شامل کیا یہ اتنا زبردست فخر ہوتا ہے کہ وہ اس کا کھلے منہ سے اعلان شروع کر دیتے ہیں بتانے لگ جاتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا، کیا کیا حصہ لیا، ہمارے فلاں رقیب نے کیا باتیں کہیں اور دیکھتے دیکھتے وہ ساری باتیں پھیل جاتی ہیں۔ تو بظاہر یہ ایک بڑی مخفی اور بڑی اہم میٹنگ تھی جو بصیغہ راز منعقد کی گئی مگر چند گھنٹے کے اندر اندر اس کے متعلق باتیں عام پھیلنی شروع ہوگئیں۔

اس میٹنگ کی رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ وزیر مذہبی امور نے کہا کہ علماء تم کیوں ہوش نہیں کرتے، کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ اس حکومت کے ہوتے ہوئے جو کچھ تم کر سکتے ہو کر لو اگر یہ حکومت نہ

رہی تو تمہارا ابھی کچھ باقی نہیں رہے گا اور پھر تمہارے یہ خواب کہ ہم احمدیوں کو مٹادیں، احمدیوں کو نقصان پہنچا دیں یہ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکیں گے۔ تو آج اس وقت کے فرعون کی عزت کی قسم کھاؤ اور یہ اعلان کرو کہ ہم نے اس کی حمایت سے دستبردار نہیں ہونا اور لوگوں کو بھی جا کر یہی تلقین کرو۔ ان میں بھی اعلان کرو کہ یہی ایک ہمارا سہارا ہے۔ اگر یہ سہارا ٹوٹ گیا تو پھر ہماری ساری سکیمیں احمدیت کے خلاف ناکام اور نامراد جائیں گی۔

ان کو بھی یہی آیت مخاطب ہو کر کہہ رہی ہے کہ **جس طرح خدا کی تقدیر نے اس سے پہلے ایک فرعون کی عزت کی قسم کھانے والوں کو ناکام و نامراد کر دیا تھا آج بھی اسی خدا کی تقدیر جلوہ گر ہوگی۔ آج بھی اسی خدا کی تقدیر غالب آئے گی اور اس زمانہ کے فرعون کی عزت کی قسم کھانے والے بھی یقیناً نامراد اور ناکام رہیں گے، ان کی ساری تدبیریں باطل جائیں گی۔**

ایک اور ان کی ادا یہ ہے کہ مظلوم، نہتے، کمزور اور بوڑھے احمدیوں پر چھپ کر قاتلانہ حملے کر رہے ہیں۔ عورتوں پر حملہ سے بھی باز نہیں آتے اور کوئی حیا نہیں کرتے اور بوڑھوں پر ہاتھ اٹھانے سے بھی شرم نہیں کھاتے۔ حالانکہ ویسے ہی مردانگی کے خلاف بات ہے مگر جہاں تک سنت انبیاء کا تعلق ہے، آپ کبھی بھی انبیاء اور ان سے تعلق رکھنے والے، ان کے غلاموں اور ان سے محبت کرنے والوں میں یہ بدادا نہیں پائیں گے کہ مقابلے کے وقت بوڑھوں پر ہاتھ اٹھائیں یا عورتوں کو شہید کریں یا معابد کا رخ کریں اور ان کو مٹانے کی کوشش کریں۔ اس کے بالکل برعکس آنحضرت ﷺ کی یہ ایک سنت مؤکدہ تھی اور بخاری اور مؤطا اور مسلم اور ابوداؤد کی مستند احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دفعہ جب حضور اکرم ﷺ کسی مہم کو سریہ پر بھجواتے تھے دشمن سے مقابلہ کے لئے تو جو نصیحتیں فرمایا کرتے تھے ان میں یہ نصیحتیں شامل تھیں کہ دیکھو تم نے کسی بوڑھے پر ہاتھ نہیں اٹھانا، کسی بچے کو سخت نظر سے نہیں دیکھنا، کسی عورت کی جان نہیں لینی اور وہ لوگ جو معابد سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ کسی دنیا کے مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں، کسی خدا کی عبادت گاہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں، ان کو کچھ نہیں کہنا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد حدیث نمبر: ۲۲۴۶) آج یہ ساری چیزیں بالکل الٹا دی گئیں ہیں اسلام کے نام پر۔ آج نصیحت کرنے والے علماء پاکستان کے لوگوں کو یہ نصیحت کر رہے ہیں کہ ان کے بوڑھوں پر حملہ کرو اگر تمہیں جوانوں پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہے، ان کی عورتوں پر ہاتھ اٹھاؤ،

ان کے معابد سے تعلق رکھنے والوں کو قتل و غارت کرو اور ان کے معابد کو مسمار کر دو۔

آنحضرت ﷺ کے بعد آپؐ کے خلفاء کی بھی یہی سنت رہی کہ شدید مخالفت کے دوران جبکہ دشمن نے پہلے حملہ کیا اور جارحانہ کاوشوں کے بعد پھر بالآخر خلفاء نے دفاعی جنگیں لڑیں۔ ایسی صورتوں میں جبکہ بظاہر اسلام کمزور تھا اس وقت بھی ان اعلیٰ اخلاقی قدروں میں سے کوئی ایک قدر بھی خلفائے راشدین نے نہیں چھوڑی اور آنحضرت ﷺ کی سنت اور آپؐ کی نصائح پر بڑی سختی سے کاربند رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی یہی آتا ہے کہ جہاد پہ روانہ ہونے سے پہلے آپ سرداران لشکر کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ کسی بوڑھے پر ہاتھ نہیں ڈالنا، کسی عورت پر ہاتھ نہیں ڈالنا، کسی بچے کو کچھ نہیں کہنا اور ان عمارتوں پر بھی ہاتھ نہیں ڈالنا جن کا تقدس کیا جاتا ہے یعنی جن عمارتوں کو تقدس کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ان عمارتوں کو بھی نہیں چھیڑنا۔

(مؤطا امام مالک کتاب الجہاد حدیث نمبر: ۸۵۷)

کہاں وہ اسلام اور کہاں یہ آج کا اسلام کہ نصیحتوں میں یہ بات داخل کر لی گئی کہ حملہ کرنا ہے تو عبادت گاہوں پر حملہ کرنا ہے، مارنا ہے تو ان کو مارنا ہے جو عبادت گاہوں سے متعلق ہو چکے ہیں، قتل کرنا تو بوڑھوں کو کرنا ہے یا عورتوں کو کرنا ہے، چھپ کر وار کرنا ہے، بزدلی کے ساتھ حملہ کرنا ہے اور وہاں حملہ کرنا ہے جہاں تمہیں پوری طرح غلبہ نصیب ہو، جہاں تم کمزور ہو یا مستضعفین کہلانے والوں میں شمار ہو سکتے ہو وہاں تم نے کوئی ہاتھ نہیں اٹھانا اور ان بداداؤں کا نام اسلام رکھ لیا گیا ہے۔

ابھی پرسوں ہی یہ خبر ملی کہ حیدرآباد کے ہمارے ایک پرانے معزز بزرگ جو ایک لمبا عرصہ حیدرآباد میں امیر بھی رہے یعنی بابو عبدالغفار خاں صاحب، ان کی اسی سال کی عمر تھی ان کو آنکھوں سے نظر بھی نہیں آتا تھا، ان کو ظالمانہ طور پر چھریاں مار مار کر شہید کر دیا گیا۔ بڑے وہ بااخلاق انسان تھے، اس علاقہ میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ دور دور تک معززین ان کی بات کا احترام کرتے تھے اور چونکہ ہمیشہ سے انہوں نے خدمت کی علاقہ کی اور نہایت پیارے اخلاق رکھتے تھے اس لئے اپنوں غیروں میں سب میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو کسی ڈاکو نے اغوا کر لیا اور غریب آدمی تھا لیکن کئی لاکھ روپے کا اس سے مطالبہ شروع کیا۔ بابو عبدالغفار صاحب کے پاس وہ آئے انہوں نے کہا کہ فلاں جو سندھ کا بڑا معزز آدمی ہے اس کہنے سے یہ ڈاکو باہر نہیں جا سکتے تو

آپ جا کے سفارش کریں۔ اتنا ان کا خدا کے فضل سے اثر و رسوخ تھا کہ اس کے پاس گئے اور اس نے اسی وقت ان کو کہا کہ آپ یہ میرا آدمی لے جائیں ، یہ آپ کو وہاں پہنچائے گا جہاں وہ ڈاکو ہیں اور جہاں وہ آدمی قید ہے تو سوال ہی نہیں کہ وہ اس کو چھوڑیں نہ۔ چنانچہ بابو صاحب نے مجھے پھر سارا واقعہ لکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس کو لے کر گیا۔ تو ڈاکوؤں نے جب دیکھا کہ کس کا آدمی ساتھ آیا ہے تو انہوں نے کہا جی کیا ہم سے غلطی ہوئی ، فرمایئے کیا حکم ہے؟ جواباً انہوں نے بتایا کہ ان کا کوئی دوست ہے، کوئی عزیز ان کو آپ نے پکڑا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی حاضر انکو ابھی ہم نکالتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہم کھانے کے بغیر آپ کو نہیں جانے دیں گے اور جب تک ہم مہمان نوازی کا حق ادا نہ کرلیں اس وقت تک آپ واپس نہیں جاسکتے اس وقت تک چھوڑنا بھی نہیں اس کو۔ وہ اکیلا قید نہیں تھا ایک اور بھی تھا۔ جب اس کے ساتھی کو پتہ چلا کہ اس کی قید کو چھوڑانے والے آئے ہیں اور اتنی عزت اور احترام سے ان کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے تو اس نے سلاخوں میں سے آواز دی میں بھی ہوں یہاں ، میری بھی سفارش کردو۔ تو انہوں نے کہا اچھا جی اس بیچارے کو بھی چھوڑ دو، تو انہوں نے کہا حاضر اس کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ بڑا احسان کرنے والے لوگوں پر اور لوگ بھی ان کے اعلیٰ خلق کی وجہ سے ان سے بڑے متأثر تھے۔ اب ان کو ایسی حالت میں اسّی سال کی عمر، بوڑھا آدمی دکان پر اکیلا بیٹھا ہوا۔ جب ان کا دکان کا جو ملازم تھا کام کرتا تھا۔ اس وقت تک وہ انتظار کرتے رہے، جب وہ باہر گیا تو پھر ان کو آکر اکیلے چھریاں مار کر ہلاک کر دیا۔

یہ ان کا دین ہے، یہ ان کی بہادری ہے، یہ ان کا تقویٰ ہے اور شرم نہیں کرتے کہ اس دین کا نام اسلام رکھ رہے ہیں اس دین کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور حیا نہیں کھاتے۔ نقوش وہی ہیں جو ابھر رہے ہیں ہمارے دشمنوں کے بھی اور ہمارے بھی اور یہ تصویریں صاف پہچانی جا رہی ہیں۔ اندھا بھی ہو تو ٹٹول کر دیکھ لے گا کہ یہ نقوش کس کے نقوش ہیں۔ انبیاء کے مخالفین کے نقوش انبیاء کے نقوش سے مل ہی نہیں سکتے ، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دن اور رات جس طرح جدا جدا چیزیں ہیں اسی طرح انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی سنتیں اور ان کی ادائیں ان کے مخالفین کی سنتوں اور اداؤں سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ ان کا جہاد کا یہ تصوّر تو ہے کہ جہاں غلبہ ہو جہاں طاقت ہو وہاں جھوٹے الزام لگا کر کمزوروں پر حملہ کرو اور اس کا نام اسلام ہے اور غیرت اور محبت رسول وہاں دکھاؤ

جہاں تمہارا جھوٹ بھی سچ مانا جائے۔ جہاں غیر کو غلبہ نصیب ہے وہیں ان کی غیرتیں مرجاتی ہیں۔

اب ہندوستان ہمارا ہمسایہ ملک ہے وہاں بارہا ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ شدید گستاخی کی گئی ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اور قرآن کریم کی اور اسلام کی اور کسی کے کانوں پہ جوں بھی نہیں رینگتی، ساری غیرتیں وہاں مرجاتی ہیں۔ دہریہ ملک ساتھ ہیں جہاں خدا کی بے عزتی اور گستاخی کی جاتی ہے، کوئی غیرت جوش میں نہیں آتی۔ امریکہ میں، انگلستان میں، دوسرے ممالک میں بار بار ایسی کوششیں ہوتی ہیں کہ کھلے بندوں دشمنان اسلام آنحضرت ﷺ کی شدید ہتک کرتے ہیں۔ وہاں ان کے جذبہ جہاد کو ہوش ہی نہیں آتی، آنکھ ہی نہیں کھلتی اس جذبے کی اور وہ جذبہ وہاں اٹھتا ہے جہاں آنحضرت ﷺ سے محبت کرنے والے اور آپؐ کے عشق میں مبتلا لوگ پائے جاتے ہیں۔ ان کو کمزور دیکھ کر جھوٹے الزام لگا کر ان پہ حملے کرتے ہیں کہ ہماری غیرت رسول برداشت نہیں کرسکتی کہ یہ اسلام کا جہاد ہے۔ کوئی ایک بھی رگ نہیں جسے سیدھی رگ کہا جاسکے۔ ہر ادا میں ہر طرز میں کجی پائی جاتی ہے اور اس ٹیڑھی طرز فکر ٹیڑھی طرز عمل کا نام انہوں نے اسلام اور محبت رسول رکھ لیا ہے۔

بہر حال جو کچھ بھی ان کا کام ہے وہ کرتے رہیں جو کچھ ہمیں سکھایا گیا ہے اور جس کی ہمیں نصیحت کی گئی ہے ہم اسی پر عمل کرتے رہیں گے۔ **ہمارے پیشوا اور مولیٰ اور ہمارے مطاع اور ہمارے سید و آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی رہے ہیں اور ہمیشہ وہی رہیں گے۔ ہم تو کسی قیمت پر کسی پہلو سے بھی آنحضور ﷺ کا دامن چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ ہاتھ کاٹے جاتے ہیں تو کاٹے جائیں یہ سر قلم ہوتے ہیں تو قلم ہوں لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے آقا اور مطاع اور مولیٰ تھے، ہیں اور ہمیشہ رہیں گے اور کوئی نہیں جو ہمیں آپؐ سے جدا کرسکے۔** جس طرح یہ ہمیں جدا کرنے کی کوشش کریں گے، خود جدا ہوتے چلے جائیں گے اور یہ جو ادائیں ان کی ظاہر ہو رہی ہیں یہ جدائی ہی کی تو علامتیں ہیں۔ ان تصویروں کے بعد جو خود نقوش کھینچ رہے ہیں اپنے چہروں کے اور اپنے اخلاق کے۔ کون کہہ سکتا کہ ان کے چہرے اور ان کے اخلاق محمد مصطفیٰ ﷺ کے ماننے والوں کے چہروں اور ان کے اخلاق سے ملتے ہیں؟ اس لئے یہ خود دور ہٹتے چلے جارہے ہیں حضور اکرم ﷺ سے اور پرے ہوتے چلے جارہے ہیں۔

جہاں تک ان کا یہ خیال ہے کہ ان کا ایک مولیٰ ہے اور حکومت وقت ان کی پشت پناہی

کر رہی ہے اور دنیا کی طاقتوں کے جتنے سرچشمے ہیں وہ ان کے ہاتھ میں ہیں تو ان کو میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہی وقت ہے اس اعلان کا جبکہ بظاہر ان کو مولیٰ دکھائی دے رہے ہیں کہ لَا مَوْلٰی لَهُمْ میں **قرآن کریم کے الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ ان کا کوئی مولیٰ نہیں اور وہ جماعت جس کے متعلق یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کا کوئی مولیٰ نہیں ہے میں خدا کی عزت کے تمام ناموں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور یہ وہ مولیٰ ہے جس نے کبھی بھی اپنے غلاموں کا ساتھ نہیں چھوڑا۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

نماز جمعہ کے بعد سنتوں سے فارغ ہوتے ہی احباب باہر تشریف لے جائیں اور وہاں صف بندی کر لیں۔ اکثر تو نماز جنازہ غائب ہی ہونی ہے مگر ہماری ایک مخلص خاتون شہناز اختر صاحبہ اہلیہ مبارک احمد صاحب کھوکھر صدر جماعت آکسفورڈ وفات پاگئیں ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور اچانک نمونیہ ہونے کی وجہ سے وفات پاگئیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ ان کا جنازہ باہر آ گیا ہے تو ان کا جنازہ پڑھتے ہوئے پھر ہم ساتھ ہی نماز جنازہ غائب بھی پڑھیں گے۔ جن میں سب سے پہلے تو بابو عبدالغفار صاحب شہید کی نماز جنازہ ہوگی اور پھر ڈاکٹر فاروق احمد صاحب فانی برادر نسبتی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ بمبئی۔ یہ جوانی کے عالم میں ہی عمر چھبیس سال کی تھی وفات پاگئے۔ اس کے علاوہ ہماری مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ پیر عبدالرحمان صاحب فیصل آباد وفات پاگئی ہیں، یہ بھی موصیہ تھیں۔ ان کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔ تو جمعہ کے بعد سنتیں پڑھتے ہی دوست تشریف لے جائیں باہر اور صف بندی کر لیں۔